لا جماعۃ الا بامارۃ ۔ دارمی

ید اللہ علی الجماعۃ ۔ ترمذی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث

لاہور

جماعت اہلحدیث کی خصوصی ترجمان

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: حافظ عارف اسلم روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 11 صفر 1433ھ 4 تا 10 جنوری 12ء | شمارہ 1 | فون 7656730 فیکس 7659847

تنظیم اہل حدیث کا سال جدید

56سال کا آغاز:۔

زیر نظر شمارہ سے ہفت روزہ "تنظیم اہل حدیث" اپنی عمر عزیز کے ۵۶ سال میں گامزن ہو رہا ہے یعنی جلد نمبر 56 کا پہلا شمارہ ہے۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا۔ قیام پاکستان، کے بعد جن پرآشوب اور مایوس کن حالات میں "تنظیم اہل حدیث" نے اپنے دور جدید میں قدم رکھا وہ نہایت حوصلہ شکن تھے۔ قیامت خیز انقلاب نے پوری دنیا کو زیروزبر کر دیا تھا۔ تاریخ کا آئینہ اتنا تاریک ہو چکا تھا کہ کوئی شخص اپنے مستقبل کے لئے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایسے حالات میں "تنظیم اہل حدیث" کا منصہ شہود پر آنا رب العزت کا خاص فضل و کرم تھا۔

اس کے بانی امام العصر مفتی زماں حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، خطیب اسلام مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ اور سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی سرپرستی میں توحید و سنت کا یہ ستارہ صحافت پر دوبارہ چمکا اور بفضلہ تعالیٰ آج تک روشن، ضوء فشاں ہے۔

"**تنظیم اہل حدیث**" توحید و سنت کا داعی، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا مبلغ، مسلک اہل حدیث کا ترجمان، قاطع شرک و بدعت، نظام خانقاہی کی ضلالتوں کے مقابلہ میں روشن مینار، فتنۂ انکار حدیث کے سامنے تیغ بے نیام، ہر قسم کی ملحدانہ اور بے دین طاقتوں کے سامنے سینہ سپر۔

"**تنظیم اہلحدیث**" کے مبارک سفر کا آغاز حضرت العلام کی عجز و نیاز سے لبریز طویل (عربی) دعاء سے ہوا تھا اس کے چند جملے اردو زبان میں ترجمہ شدہ یہ ہیں۔

اے اللہ! ہم تیرے عاجز اور کمزور بندے ہیں، تیرے دین کی اشاعت اور تیرے پیارے رسول ﷺ کی سنت کی تبلیغ کے جذبہ سے میدان میں آئے ہیں۔ تو ہماری کمزوریوں کو رفع فرما اور ہمارے ناتواں بازوؤں میں قوت پیدا کر دے۔ ہمارے ولولۂ تبلیغ اور جذبۂ عمل میں خلوص عطا فرما، ہماری نیتوں میں برکت اور اعمال میں خلوص اور اتباع سنت کا نور پیدا فرما، اے ارحم الراحمین تیرے دین کا بول بالا ہمارا مقصد وحید ہے ہمیں استقامت کی دولت سے نواز کہ تو عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

مولانا عبداللطیف حلیم

غصہ پینے کی تراکیب!

"عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال :لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملك نفسه عند الغضب" حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاقتور اور پہلوان وہ نہیں جو کشتی کے وقت پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔" (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذرمن الغضب رقم الحدیث ٦١١٤)

سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ عینہ بن حصن نے حر بن قیس کے ذریعے سیدنا عمرؓ سے ملاقات کی تو وہ سیدنا عمرؓ سے یوں مخاطب ہوا "ھی یاابن الخطاب فواللہ ماتعطینا الجزل ولا تحکم فینا بالعدل" اے ابن خطاب! اللہ کی قسم تو ہمیں زیادہ عطیہ دیتا ہے اور نہ ہمارے بارے میں عدل سے فیصلے کرتا ہے، سیدنا عمرؓ ناراض ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے اسے مارنے کا ارادہ کر لیا، حر بن قیس نے کہا! اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے کہا ہے کہ "خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاھلین" عفو ودرگزر اختیار کریں، نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے اعراض کریں اور یہ جاہلوں سے ہی تو ہے "واللہ ماجاوزھا عمر حین تلاھا و کان وقافا عند کتاب اللہ" اللہ کی قسم جس وقت حر نے اس آیت کی تلاوت کی عمرؓ نے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی عمرؓ اللہ کی کتاب پر ٹھہر جانے والے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاعراف رقم الحدیث ٥٤٤٢)

غصے کو پی جانا اور اسے چھوڑ دینا ہی بہادری کی علامت ہے، یعنی بچوں سے لے کر بڑوں تک ہر جگہ اسی اصول اور ضابطہ کو قابل تعریف کہا گیا ہے کہ غصے کے وقت انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا جائے اور غصہ کو ترک کر دیا جائے۔

غصہ کو چھوڑنے کی تدابیر:۔

چونکہ ترک الغضب ایمانی علامت ہے، اس لیے رسول اکرم ﷺ نے ایمان کی حفاظت کے لیے ایسی تدابیر بیان کر دیں کہ کہیں حالت غصہ میں انسان اپنے اعمال نہ ضائع کرے بلکہ اس کا ایمان بھی سلامت رہے اور اس کے اعمال صالحہ میں اضافہ ہو۔

1۔ سیدنا سلمانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آپس میں تلخ گفتگو کر رہے تھے، ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انی لاعلم کلمة لو قالھا لذھب عنه مایجد لوقال اعوذباللہ من الشیطان الرجیم" میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے گا اور وہ "اعوذباللہ من الشیطان الرجیم" (صحیح بخاری:۳۲۸۲)

2۔ سیدنا ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "واذا غضب احد کم وھو قائم فلیجلس فان ذھب عنه الغضب والا فلیضطجع" جب کسی کو غصہ آئے تو وہ بیٹھ جائے اگر اس کا غصہ دور ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔ (سنن ابی داود:۴۷۸۲)

غصہ پی جانے کی فضیلت:۔

اصل فضیلت تو اس غصہ کو ترک کرنے کی ہے جو غصہ نکالنے کی طاقت بھی رکھتا ہو۔ سیدنا معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من کظم غیظا وھو قادر علی ان ینفذہ دعاہ اللہ سبحانه وتعالیٰ علی رؤوس الخلائق یوم القیامة حتی یخیرہ من الحور العین ماشاء جو شخص غصہ کو پی جائے جبکہ وہ اسے نافذ کرنے پر قادر بھی ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اسے کہے گا وہ جس حور کو چاہے اپنے لیے پسند کرے۔ (سنن ابی داود:۴۷۷۷)

سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "من کف غضبه کف اللہ عنه عذابه یوم القیامة" (بلوغ المرام) جس نے اپنے غصہ پر قابو پالیا اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی غصہ پر قابو پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 1
11 صفر ☆ 1433ھ
4 جنوری ☆ 2012ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ :وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ النساء 7
مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ 11
نبی اکریم ﷺ کے امت پر حقوق 16
☆......☆......☆......☆......☆
☆......☆......☆......☆......☆

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

2011ء میں کیا کھویا؟ کیا پایا؟ 2012ء کچھ اندیشے کچھ وسوسے

اس کارگاہ ہستی میں انسان نفع ونقصان کے درمیان زندگی بسر کرتا ہے ایک معمولی کاروباری آدمی سے لے کر ایک مملکت تک اسی نفع ونقصان کے حساب میں چکر میں نظر آئیں گے۔ ہر کسی نے اپنے سال کے آغاز اور انجام کا تعین کیا ہوا ہے، شروع سال میں انتفاع کے لیے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اختتام پر نفع ونقصان کا حساب کیا جاتا ہے، نفع کی مدت کا تعین کیا جاتا ہے نقصان کے اسباب کو معلوم کیا جاتا ہے اور اسی تحقیق وتفتیش کی روشنی میں اگلے سال کے اہداف متعین کیے جاتے ہیں۔

وطن عزیز میں کاروبار مملکت چلانے کے لیے ہجری کیلنڈر کی بجائے عیسوی کیلنڈر کو اپنایا گیا ہے اور یوں ہمارا سرکاری سال یکم جنوری سے شروع ہو کر 31 دسمبر کو اختتام پذیر ہوتا ہے۔ 31 دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی شب نئے سال کے جشن کے طور پر منائی جاتی ہے جس میں ہر طرح کا اودھم شامل ہوتا ہے، چراغاں، فائرنگ، آتش بازی، ٹھیک بارہ بجے منچلے نوجوانوں کا موٹر سائیکلوں سے سائلنسر نکال کر شہروں کی سڑکوں پر بے تحاشہ تیز رفتاری سے موٹر سائیکل دوڑانا اودھم مچانا اور پھر رات بھر وہ شطنیت کہ اصلی شیطان بھی کانوں کو ہاتھ لگائے، یورپ کی نقالی میں یہ تو میرے نوجوانوں کا ایک رات کا مشغلہ ہوتا ہے، بحیثیت قوم ہمارے لیے گزرے ہوئے سال کے ایک ایک دن کا حساب لگانا پڑتا ہے کہ اس ایک سال میں ہم نے کیا کھویا؟ کیا پایا؟ بحیثیت مسلمان ہم اپنے ملک میں دیکھتے ہیں کہ اس ایک سال میں نیکی کو کتنا عروج حاصل ہوا اور برائی میں کتنی کمی واقع ہوئی۔ ملک میں شرک وبدعات، مکروہات، ظلم وستم، سودخوری، ملاوٹ، رشوت، چوری، ڈاکہ زنی، جیب تراشی، ناحق دوسروں کے مال وجائیداد پر قبضے جھوٹ، مکر، فریب، زنا، شراب، جوئے جیسی اور متعدد برائیوں میں کتنی کمی واقع ہوئی، حکمرانوں کے ظلم، زیادتی، لوٹ مار میں ان کا گراف کتنا نیچے آیا۔ دوسری طرف نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی، باہمی شفقت ومحبت، عدل وانصاف، راستبازی، دیانتداری، تقویٰ پرہیزگاری میں کتنا اضافہ ہوا؟

اگر ہم دیانتداری سے تجزیہ کریں تو 2011ء کا سال سراسر نقصان میں رہا ہے۔ ادھر ملکی معیشت کے حساب سے بھی دیکھیں تو اندرونی وبیرونی قرضوں کے حساب سے کرنسی کی قدر میں کمی برآمدات میں کمی درآمدات میں اضافہ غرض یہ کہ معاشی طور پر بھی یہ سال تباہی وبربادی کا سال تھا، خارجہ پالیسی کے اعتبار سے یہ سال بیرونی دنیا میں پاکستان کے امیج کو ایک بھکاری ملک، دہشت گردی کا مرکز معاشی طور پر ناکام ریاست، سیاسی طور پر غیر مستحکم کردار کے اعتبار سے ناقابل اعتماد ملک کے طور پر جانا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو جو مجرم قوموں پر عذاب آیا کرتے ہیں، زلزلے، سیلاب، ڈینگی، وقت پر بارشوں سے محرومی اور خشک سالی جیسے عذاب سال گزشتہ میں ہمارا مقدر بنے۔ ایک ایسی قوم جسے سال گزشتہ، روحانی، معاشی، سیاسی، داخلی، خارجی، تجارتی غرض یہ کہ ہر

میدان میں تباہی و بربادی کا سامنا رہا، ایسے سال 2012ء کی آمد کے ساتھ ہی اپنی ناکامیوں کے اسباب پر غور کر کے آئندہ سال کے لیے اپنے اہداف مقرر کرنے چاہئیں۔ لیکن

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

لوگ مہنگائی کے مارے خودکشیاں کر رہے ہیں، بے روزگار نوجوان اسلحہ پکڑے رات بھر چوری ڈکیتی میں لگے ہوئے ہیں، نوجوان لڑکیاں کچھ میڈیاں کی فحاشی سے متاثر ہو کر اور کچھ بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر سڑکوں پر دعوت گناہ دے رہی ہیں۔ پورے ملک میں کہیں قانون کی حکومت تو درکنار حکومت کا وجود بھی نہیں نظر آتا، بجلی بند، گیس بند اور بل پہلے سے بھی دگنا، مسجدیں بے آباد، بے رہروی نوجوانوں کا وطیرہ حکومت ہے کہ کبھی عدلیہ سے محاذ آرائی کبھی مسلح افواج سے پنجہ آزمائی ادارے تباہ، ملک کو فنا کے گھاٹ اتار کر خود ہی عوام کی تضحیک بھی کر رہے ہیں تو اتر کے ساتھ ایک ہی تان چار سال سے سن رہے ہیں حکومت کو چلنے نہیں دیا جا رہا ہے۔ ہمارے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں، ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ حکمرانو! ذرا قوم کو بتاؤ، پی آئی اے میں کون سازش کر رہا ہے کہ تمام جہاز ایک ایک کر کے گراؤنڈ ہو رہے ہیں؟ ٹرینوں کو کون بند کر رہا ہے؟ بجلی کا بحران کس کا پیدا کردہ ہے؟ گیس کی لوڈشیڈنگ کون کر رہا ہے؟ بیکار رینٹل پاور سٹیشن اتنے مہنگے کون لے کر آیا ہے؟ کیا یہ سب کام آرمی چیف کر رہا ہے؟ کیا چیف جسٹس آف پاکستان یا حزب اختلاف کا کوئی لیڈر یا عوام سازش کر رہے ہیں؟ دنیا میں شرم نام کی ایک چیز ہوتی ہے اگر آپ کے اردگرد کہیں ہو تو تھوڑی دیر کے لیے ادھار لے لو۔ ہر ادارے کے اوپر تم مسلط ہو خود ہی اداروں کو تباہ و برباد کر رہے ہو اور خود ہی قوالوں کی طرح مل کر مصرع دہرا رہے ہو کہ ـ ہمارے خلاف سازش ہو رہی ہے۔

سال 2011ء اس بدقسمت قوم ملک پر تباہی و بربادی کا سال بن کر گزر گیا۔ سال 2012ء جو کہ بدقسمتی سے عام سالوں کی نسبت ایک دن بڑا بھی ہے، ہزاروں خطرات، وسوسے، اندیشے اور خوف کی لہروں کو اپنے اندر سموئے شروع ہو چکا ہے جس ملک میں غریب کو سوکھی روٹی پانی کے ساتھ میسر نہیں آتی اس کے ایوان صدر کے صرف کچن کی تزئین و آرائش کے لیے 26 کروڑ روپے منظور کیے گئے ہیں۔ حکمرانو! اللہ کا خوف کھاؤ، عوام ابھی تو سیاستدانوں کے جلسوں کا رخ کر رہی ہے کہیں آپ کے ایوانوں کا رخ نہ کر لے کیونکہ جب آدمی بھوک کے مارے گھر سے نکل پڑتا ہے تو اس کا رخ کسی بھی جانب ہو سکتا ہے۔

بین المذاہب ہم آہنگی اور علمائے سُو

لادین بلکہ اسلام دشمن حکمرانوں نے مسلمانوں کے قلوب و اذہان سے اسلام کی صداقت حقانیت اور عظمت کو نکالنے کے لیے دنیا کے تمام مذاہب میں ہم آہنگی پیدا کرنے کا ڈھونگ رچایا اور یہودیت، عیسائیت، بدھ مت، ہندوازم اور اسلام کو یکجا کرنے کے لیے پورے ملک میں بین المذاہب ہم آہنگی کمیٹیاں تشکیل دیں اور ہمارے ملک میں اسلام اور علم کے نام پر بدنما داغ قسم کے خود بزعم خویش علماء بعد کوشش و کاوش ان کمیٹیوں میں شامل ہوئے۔ کیونکہ اس طرح اخبار میں ان کی تصویر اور افسران کی دلالی کا کاروبار خوب چل جاتا ہے۔ عالم کے نام پر کلنگ کے ان ٹیکوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ ''ان الدین عند اللہ الاسلام '' اور انہیں یہ بھی نہ یاد رہا'' ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین '' خسارے کے یہ تاجر جو اپنے آپ کو علماء بھی کہتے ہیں۔ یہودیت، عیسائیت، ہندوازم، بدھ مت اور اسلام میں کیسے ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں، یہ درست ہے کہ اسلامی ریاست میں ان مذاہب کے ماننے والوں کو ذمی کی حیثیت سے اپنے مذہب کے مطابق عمل کی اجازت ہے لیکن ان مذاہب کو اسلام سے ملانا یا ان مذاہب کے ساتھ مل کر اپنے اسلام کو ان کے ہم آہنگ بنانا ایسا ہی ہے جیسے ان کے مذہب کو اختیار کرنا ہے۔ گزشتہ دنوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدائش پر کئی علماء جبہ و دستار زیب تن کیے ہوئے کرسمس کا کیک کاٹنے کے لیے گرجا گھروں میں تشریف لے گئے اور کچھ ان کے جلسوں میں شمولیت کے لیے گئے اور ان کی تصاویر اخباروں کی زینت بنیں۔ مجھے دیگر مسالک کے علماء سے کچھ نہیں کہنا اہل حدیث علماء کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اخبار کی ایک تصویر کے بدلے اپنے ایمان کا سودا نہ کریں اگر کرسمس کی تقریب میں عیسائی نازنینوں کے ساتھ شامل خطاب ہو سکتے ہو تو میلاد النبی ﷺ کی مجلسوں اور جلوسوں کی مذمت کس لیے؟ میں تمام اہل حدیث تنظیموں کے قائدین بالخصوص علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ ایسے ''تصویروں'' قسم کے مولویوں کو نکیل ڈال کر رکھیں جو مسلک اہل حدیث اور جماعت کی نہ صرف بدنامی کا باعث ہیں بلکہ اپنے بنیادی عقیدے کی نفی کرتے ہیں۔ اسی طرح مقامی سطح پر اتحاد اور متحدہ کے نام پر اہل حدیث اگر دیگر مسالک کے ساتھ مل کر بیٹھیں تو اپنے ایمان اور عقیدے کو محفوظ رکھیں۔ گزشتہ دنوں ملتان میں اسی طرح کا ایک اجلاس ہوا جس میں اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی، شیعہ مکتب فکر پر علماء اکٹھے تھے اور اس فورم کو مستقل شکل دینے کی بات کی گئی۔ مقامی جماعت الدعوۃ، مرکزی جمعیت اہل حدیث، جمعیت اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کے نمائندے اس میں شامل تھے۔ راقم الحروف نے واضح کہا کہ یہ فورم اسی شکل میں قائم رہ سکتا ہے اگر اس میں ہمارے عقیدے کے خلاف کوئی نعت خوانی اور بناوٹی درود و سلام نہ ہوگا۔ اہل حدیث اللہ کی توحید کے منافی کسی اتحاد یا فورم کا حصہ نہیں بن سکتا کیونکہ اسلام ایک مکمل دین ہے اور غالب دین ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک غالب ہی رہے گا اس کو کسی اور دین کے ساتھ جوڑ کر ہم آہنگی پیدا نہیں کی جا سکتی۔ ☆......☆......☆

الاستفتاء

حافظ عبدالغفار روپڑی

چند علمی سوالات کے جوابات

سوال نمبر 1 مسلم شریف کی حدیث کے مطابق بدعتی اور مشرک کی امامت میں نماز نہیں ہوتی لیکن قرآن پاک میں ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو تو جہاں صرف بدعتی لوگ ہی ہوں ان کے پیچھے نماز ادا کرنا درست ہے یا نہیں ویسے دل بھی نہیں چاہتا اور نہ ہی جمعہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا کریں جہاں نزدیک اہلحدیث کی مسجد بھی نہ ہو؟ سوال نمبر 2۔ اگر کسی بندے کے پیسے غلطی سے یا بے ایمانی سے مار لئے جائیں بعد میں احساس ہوا کہ یہ میں نے غلط کیا ہے لیکن وہ آدمی مل نہ سکے تو ایسی صورت میں اتنی رقم اس کی طرف سے اللہ کی راہ میں خیرات کی جا سکتی ہے کہ نہیں؟ سوال نمبر 3۔ ہمارے ہاں نکاح کے موقع پر محفل میلاد کا انعقاد کیا جاتا ہے اور رخصتی کے وقت لڑکی کو قرآن کے سایہ میں والدین کے گھر سے الوداع کیا جاتا ہے کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب:۔

جواب نمبر 1: قرآن مجید میں ہے کہ انما المشرکون نجس (سورۃ التوبہ) ''مشرک نجس ہے اور نجس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی'' اسی طرح حدیث میں ہے کہ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام یعنی جو کسی بدعتی کی تعظیم کرے اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بدعتی کو امام بنانا اس کی تعظیم کرنا ہے قرآنی آیت اور حدیث دونوں کو ملانے سے جو مسئلہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ کہ بدعتی اور مشرک کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اس لئے اکیلے نماز پڑھنا بہتر ہے یا کسی جگہ موحد اور متبع سنت امام کی اقتداء میں نماز پڑھے۔

جواب نمبر 2: اس مسئلہ میں تفصیل طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ رقم دانستہ طور پر دھوکہ دہی سے رکھی گئی ہے جو صریحاً ناجائز ہے جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ''اے ایمان والو تم ایک دوسرے کے مال کو باطل طریقے سے نہ کھاؤ'' سوال میں مذکورہ مال باطل طریقے سے حاصل کیا گیا ہے جو کہ حرام ہے اور حرام اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نہیں دیا جا سکتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ان اللہ طیب لایقبل الا طیبا یعنی اللہ پاک ہے اور پاک مال ہی قبول کرتا ہے لہٰذا یہ مال جس کا ہے اسی کو ہی ملنا چاہئے نہ ملنے کی صورت میں یہ مال اپنے پاس رکھے عمر بھر میں جب بھی وہ ملے اسے واپس کرے اگر کوشش کے باوجود بھی نہ ملے تو پھر معاملہ اللہ کے سپرد کر دے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی غلطی پر معافی مانگے اگر دانستہ طور پر اس کا مال نہیں دبایا بلکہ غلطی سے ایسا ہوا ہے تو ایسی صورت میں یہ مال اپنے پاس نہ رکھے بلکہ کسی اچھی جگہ نیک کام میں صدقہ کر دیا جائے تاکہ اس کا ثواب اصل مالک کو پہنچتا رہے۔

جواب نمبر 3: انسانی زندگی نعمت خداوندی ہے اس لئے انسان کو مالک حقیقی کی رضا میں بسر کر کے اسکے انعامات اور اس کی رحمتوں کے حصول کے لئے کوشاں رہنا چاہئے اور یہ چیز اسلام کے احکامات پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ حدیث میں ہے ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنة رسولہ (مؤطا امام مالک) میں اپنے بعد تمہارے لئے قرآن مجید اور اپنی سنت مطہرہ چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان پر عمل پیرا رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کی ہدایات اور اپنی سنت مطہرہ کو ہی صراط مستقیم قرار دیا ہے اس کے علاوہ دوسرے راستے صراط مستقیم نہیں ہو سکتے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنہ) ''پس دینی امور میں ہر نئی پیدا ہونے والی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے''

اس سے معلوم ہوا ہر وہ چیز جس کا وجود عہد رسالت اور صحابہ کرامؓ کے دور میں نہیں تھا وہ کام دین میں اچھا نہیں ہو سکتا بلکہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے محدث یعنی بدعت قرار دیا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم میری امت میں سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئے (بخاری)

جب ادوار زمانہ میں سب سے بہتر تین دور ہیں تو پھر ہر وہ چیز دینی لحاظ سے بہتر اور اچھی ہو گی جو ان تین ادوار سے کسی ایک دور میں بغیر کسی نکیر اور

اعتراض کے پائی جائے اگر اس کا وجود ان ادوار میں نہیں تو پھر امور دینیہ میں اچھی نہیں بلکہ بری ہے اور بدعت کے نام سے موسوم ہوگی۔

نکاح وغیرہ بھی امور دینیہ سے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان تین آدمیوں کے متعلق جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی عبادت کے متعلق دریافت کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب میں انہوں نے ہمیشہ روزے رکھنا اور رات کو عبادت ہی کرنا اور آرام نہ کرنا اور نکاح نہ کرنے کا عہد کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے جوابًا فرمایا: اصوم وافطر واصلی وارقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں میں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے جس نے میرے طریقہ سے منہ موڑا (مخالفت کی) وہ میری امت سے نہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ نکاح بھی امور دینیہ میں سے ایک امر ہے اس لئے اس امر کی ادائیگی کے لئے بھی صاحب شریعت اور اس کے صحابہ کرام کی طرف ہی رجوع کریں گے اگر اس امر کی ادائیگی میں جس نے خیر القرون کے طریقہ کو نظر انداز کیا تو وہ رسول اکرم ﷺ اور خیر القرون کے طریقہ کی مخالفت کرنے والوں میں ہوگا۔

صورت مسئولہ میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے ان تمام امور کا خیر القرون میں کوئی وجود نہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور تابعین اور تبع تابعین عظام اور تمام ائمہ کرام میں سے کسی نے نکاح کے وقت ان امور کا ارتکاب نہیں کیا تو اب ان کا ارتکاب کس طرح جائز ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ (بخاری و مسلم) ہر وہ کام جو امور دینیہ میں نیا ایجاد کیا جائے وہ مردود ہے۔ اس لئے نکاح وغیرہ کے موقعہ پر ان امور کا ارتکاب صریحاً بدعت ہے اور کسی ایمان والے کو بدعت کا ارتکاب زیب نہیں دیتا۔

☆..........☆..........☆

شان مصطفیٰ ﷺ کانفرنس

اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل ساہیوال کے زیر اہتمام مورخہ 26 دسمبر بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد طوبیٰ اہل حدیث 134/9-L ساہیوال میں شان مصطفیٰ ﷺ کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز قاری عمر فاروق مکی اور قاری ذوالفقار مجاہد کی تلاوت سے ہوا، حمد و نعت معروف نعت خواں منظور احمد ضیاء الہ نے پیش کی۔ مولانا محمد اسماعیل عتیق آف وہاڑی، مولانا محمد ذکریا یزدانی آف عارف والہ اور مولانا محی الدین کنگن پوری آف اوکاڑہ نے پُر جوش خطابات کیے جبکہ شیر پنجاب مولانا منظور احمد آف گوجرانوالہ نے توحید و سنت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے شرک و بدعت کے رد پر مفصل خطاب کیا۔
کانفرنس میں شیخ الحدیث والتفسیر مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی، مولانا احمد یار صدیقی، مولانا قاری امجد فاروق عدیل و دیگر علمائے کرام تشریف لائے تھے۔
کانفرنس حاضری اور انتظامات و خطابات کے حوالے سے کامیاب رہی۔
(منجانب: قاری محمد حسن سلفی خطیب مرکزی جامع مسجد طوبیٰ اہل حدیث 134/9-L ساہیوال 0300-9472384)

دعائے صحت

1۔ جماعت اہل حدیث 134/9-L کے امیر حاجی اشتیاق احمد خاں نمبردار بعارضہ عرق النساء کئی دنوں سے صاحب فراش ہیں۔
2۔ پنجاب کے جوائنٹ سیکرٹری محمد اسد خاں لودھی کے بڑے بھائی خلیل احمد خاں لودھی چیئر مین عشرو زکوٰۃ کمیٹی 134/9-L ساہیوال گزشتہ کئی روز سے شفاء انٹرنیشنل اسلام آباد ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ قارئین سے خصوصی اوقات میں دعائے صحت کی اپیل ہے۔ (قاری محمد حسن سلفی......محمد اسد خان لودھی)

درس قرآن

جامع مسجد اہل حدیث 30/E-B تحصیل عارف والا ضلع پاکپتن میں بعد نماز فجر مولانا قاری محمد حسن سلفی نے نوافل کی اہمیت و فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ذکر و اذکار، نوافل اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہترین ذریعہ ہے۔ (قاری ناصر وقار خطیب مسجد ہذا)

خطبہ جمعۃ المبارک

اہل حدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام 16 دسمبر کا خطبہ جمعۃ المبارک جناب نعمت اللہ ظفر آف وزیر آبادی نے مرکز اہل حدیث 'جامعہ عزیزیہ' میں ارشاد فرمایا۔ انہوں نے خطبہ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک مکمل دین ہے جس کے اندر کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں اور جو اسلام میں کمی بیشی کرتا ہے وہ ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ (شعبہ نشر و اشاعت اہل حدیث یوتھ فورس ساہیوال)

تفسیر سورۃ النساء

(قسط نمبر 9) حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَیْهِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنْ کَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ کَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْ بِهَآ اَوْ دَیْنٍ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا0 ''(اے ایمان والو!) اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اگر صرف لڑکیاں ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لیے متروکہ مال سے دو تہائی ہوگا اور اگر (صرف) ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لیے (متروکہ مال کا) آدھا ہے، اگر (مرنے والے کی) اولاد موجود ہو (اور والدین بھی زندہ ہوں) تو ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے (متروکہ مال کا) چھٹا حصہ ہے اگر (مرنے والے کی) اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ وارث ہوں تو ماں کو (متروکہ مال کا) تہائی (تیسرا) حصہ ملے گا (باقی باپ کو) اور (اگر مرنے والے کی نہ اولاد ہو) بھائی ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا، یہ حصے اس وصیت یا قرض کی ادائیگی کے بعد ہیں جو مرنے والے نے وصیت کی ہو (اے ایمان والو!) تمہیں معلوم نہیں کہ باپ اور بیٹوں میں سے تمہیں فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے کون (تمہارے) زیادہ قریب ہے (لیکن اللہ جانتا ہے اس لیے) اللہ تعالیٰ نے (اپنے علم و حکمت کے ساتھ) یہ حصے مقرر کر دیئے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور خوب حکمت والا ہے۔'' (11)

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u>

حَظِّ:	حصہ۔	ثُلُثَا:	دو تہائی۔
السُّدُسُ:	چھٹا۔	الثُّلُثُ:	تہائی۔
دَیْنٍ:	قرض۔	لَا تَدْرُوْنَ:	تم نہیں جانتے۔

<u>ماقبل سے مناسبت:</u> سابقہ آیات میں عورتوں اور یتیموں کے مالی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ میراث کا استحقاق رکھنے والے ورثاء کا اجمالاً ذکر تھا، اس آیت مبارکہ میں اولاد، والدین اور بھائیوں کے حقوق کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔

<u>شان نزول:</u> حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پیدل میری عیادت کے لیے تشریف لائے، میں بے ہوش پڑا تھا آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضوء فرمایا اور مجھ پر پانی کے چھینٹے مارے جس سے میں ہوش میں آ گیا میں نے عرض کی مَا تَاْمُرُنِیْ اَنْ اَصْنَعَ فِیْ مَالِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے مال کے بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی (یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ...... الخ) (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب التفسیر باب یوصیکم اللہ فی اولادکم ج۱۷، ص۵۵،۵٦ رقم الحدیث ٤٥٧٧)

<u>التوضیح:</u> یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ

<u>وراثت کی شرائط:</u> اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے، اپنے حق کے حصول کے لیے ان شرائط کا پایا جانا ضروری ہے اگر یہ شرائط مفقود ہوں تو پھر انسان کسی کی وراثت کا حقدار نہیں بن سکتا۔

۱۔ میت کی موت کا یقینی علم۔ وارث کا اپنے مورث (جس کی وراثت کا وہ حقدار بنایا جا رہا ہے) کی موت کے وقت زندہ ہونا۔ ۳۔ وراثت کے موانع کا نہ پایا جانا۔ (فقہ السنۃ الفرائض شروط المیراث ج٤ ص: ۳۳۰)

<u>اسباب:</u> حصول وراثت کے مندرجہ ذیل تین اسباب ہیں۔

<u>۱۔ نسبی قرابت:</u> جیسے باپ، دادا، بیٹا، بیٹی، پوتا۔

<u>۲۔ نکاح مسنون:</u> کسی عورت اور مرد کا مسنون نکاح ایک دوسرے کے لیے وارث ہونے کا سبب ہوگا، نکاح کے بعد رخصتی اور مرد و زن کی خلوت صحیحہ ہو یا نہ ہو۔

۳۔ولاء: غلام کو آزاد کرنے والا اپنے آزاد کردہ غلام کا وارث ہوتا ہے اسی طرح اگر آزاد کرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو تو یہ آزاد کردہ غلام اس کا وارث ہوگا۔(فقہ السنۃ الفرائض ارکان المیراث ج٤ ص ٣٣٠)

موانع الارث: جو امور وارث کو اس حق سے محروم کردیں وہ موانع الارث کہلاتے ہیں۔

قتل: اگر وارث اپنے مورث کو قتل کردے تو وہ اس کا وارث نہیں رہتا۔

۲۔کفر: کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں بنتا۔

۳۔غلامی: غلام وارث نہیں ہوتا کیونکہ وہ خود کسی کی ملکیت ہوتا ہے۔

۴۔زنا: حرامی اولاد اپنے زانی باپ کی وارث نہیں بن سکتی۔

۵۔لعان: لعان کی صورت میں جدائی کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔ ۶۔وہ بچہ جو پیدائش کے وقت چیخ نہ مارے یعنی مردہ پیدا ہو۔(فقہ السنۃ الفرائض موانع الارث ج٤ ص ٣٣١)

اسلام سے قبل دور جاہلیت میں عورتوں، بچوں اور یتیموں کے حقوق کا استحصال ایک معمولی امر سمجھا جاتا تھا، طرح طرح کے ظلم وستم کیے جاتے اور رسم ورواج کی آڑ لے کر طاقتور لوگ کمزور ورثاء کو ان کے حقوق سے محروم کردیتے، میت کی اولاد، زوجہ، بھائی اور والدین وغیرہ کو میت کے ترکے سے اولاً یکسر محروم کردیا جاتا اور اگر کوئی حق تسلیم بھی کرلیا جاتا تو قوی مردوں سے اپنا حق لینے کی بسا اوقات ورثاء میں طاقت نہ ہوتی۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی بیوی، اپنی دو بیٹیاں جو حضرت سعدؓ سے ہی تھیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ سعد بن ربیعؓ کی دو بیٹیاں ہیں ان کا والد آپ ﷺ کی معیت میں احد میں شہید ہوگیا اور ان کے چچا نے مال پر قبضہ کرلیا اور ان کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور جب ان کے پاس مال نہیں ہوگا تو ان سے نکاح کون کرے گا؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا يَقْضِي اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ کہ اللہ تعالیٰ ہی اس معاملے میں فیصلہ فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ میراث کی آیت نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کی طرف یہ حکم ارسال فرمایا أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَأُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ کہ سعدؓ کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی اور ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ ادا کرو بقیہ مال تمہارے لیے ہے۔(مسند امام احمد بن حنبل الموسوعۃ الحدیثیۃ ج٢٣ ص ١٠٨ رقم الحدیث ١٤٧٩٨ ...... ترمذی ابواب الفرائض ماجاء فی میراث البنات ج٣ جزء ٦ ص ٥١٤ رقم الحدیث ٢٠٩٢ ...... ابوداود کتاب الفرائض باب ماجاء فی میراث الصلب ص ٥١٤ رقم الحدیث ٢٨٩١ ...... ابن ماجہ کتاب الفرائض باب فرائض الصلب ص ٤٦٢ رقم الحدیث ٢٧٢٠)

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے مالی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ ورثاء کو ان کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتے ہوئے سب سے پہلے اولاد کے حصہ وراثت کو بیان فرمایا۔

اسلام نے ہمیشہ معاشرے میں توازن اور اعتدال قائم رکھنے کی پوری کوشش کی ہے جو معاشرہ اعتدال اور توازن سے محروم ہو وہ ہمیشہ افراتفری کا باعث اور دشمنوں کی آماجگاہ ہوتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر ایسے احکام بیان کیے ہیں جن سے جرائم کا خاتمہ ہوسکتا تھا اور ان میں سے ایک حکم وراثت کا ہے کیونکہ اسلام سے قبل عورتوں اور ضعیف بچوں کو وراثت سے محروم کردیا جاتا جو کہ معاشرہ میں بدامنی، فساد، جنگ و جدل کا باعث بنتا، اسلام نے سب سے پہلے ایسے امور کو ختم کیا جو امن کی تباہی کا سبب بنتے تھے اور اہل ایمان کے لیے ایک ضابطہ حیات مقرر کردیا تاکہ وہ اپنے وراثتی امور اس ضابطہ اور نظام کے تحت سرانجام دیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری اولاد میں بچے اور بچیاں دونوں ہوں تو لڑکی کو لڑکے سے نصف ملے گا۔

لڑکی کو نصف ملنے کی وجہ؟: دور جاہلیت میں ساری جائیداد کا وارث لڑکا ہوتا لڑکی کو بالکل محروم کردیا جاتا تھا لیکن اسلام نے لڑکے کے ساتھ لڑکی کو 1/2 یعنی اس سے نصف کا حق دار قرار دیا ہے کیونکہ تجارت کمائی اور تمام امور مشقت سے عہدہ براء ہونا یہ مرد کی ذمہ داری ہوتی ہے اسی طرح عورت کے تمام اخراجات مرد کے ذمہ ہوتے ہیں اس لیے عدل کا تقاضا یہی تھا کہ مرد کو عورت سے دگنا حصہ دیا جاتا۔

آیت مبارکہ اور رحمت الٰہی: بعض اہل علم نے اس آیت کریمہ سے یہ استنباط کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر والدین سے بھی زیادہ رحم دل، حدیث میں ہے کہ غزوہ حنین کے موقع پر آپ ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا کہ جو اپنے بچے کو تلاش کررہی تھی اچانک اس نے اپنے بچے کو پاتے ہی اپنے سینے سے لگایا اور دودھ پلانا شروع کردیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا أَتَرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ؟ فَقَالَ اللّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کی نہیں، جبکہ وہ اسکو نہ پھینکنے کی طاقت بھی رکھتی ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جس قدر یہ عورت اپنے بچے کے لیے رحم دل ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی کہیں زیادہ بڑھ کر رحم فرمانے والے ہیں۔(صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ ج٢١ ص ١٣١ رقم الحدیث ٥٩٩٩ ...... صحیح مسلم

كتاب التوبة باب فى سعة رحمة الله ج٩ جزء ١٧ ص ٦١ رقم الحديث ٢٧٥٤)

فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ اگر میت کی اولاد میں لڑکا نہ ہو صرف لڑکیاں ہی ہوں اور وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں ان کو میت کی کل جائیداد سے دو تہائی حصہ ملے گا جو ان میں برابر تقسیم ہوگا جیسا کہ مذکورہ بالا حضرت سعد بن ربیع کی بیٹیوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

میت اور ایک بیٹی: جب میت کی اولاد میں صرف ایک بیٹی ہی ہو تو میت کے کل ترکہ سے نصف کی وارث ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ اگر میت کی ایک ہی بیٹی ہو تو وہ اس کے (کل ترکہ سے) نصف کی حقدار ہے۔

بیٹی، پوتی اور بہن: اگر میت کے ورثاء میں ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن ہو تو بیٹی نصف، پوتی چھٹے 6/1 اور باقی ماندہ ترکے کی وارث بہن ہوگی، جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا تھا أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ فَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ میں اس مسئلہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا بیٹی کو نصف اور پوتی کو دو تہائی کی تکمیل کے لیے چھٹا حصہ ملے گا جبکہ بقیہ ترکہ بہن کے لیے ہوگا۔ (صحيح بخاری بشرح الكرمانی كتاب الفرائض باب ميراث ابنة ابن مع ابنة ج٢٣ ص١٣٢ رقم الحديث ٦٧٣٦)

مخنث کی وراثت اور اس کا حکم: مخنث کی تین حالتیں ہیں۔

۱۔ اگر اس میں مذکر کی علامات غالب ہوں تو پھر اس کو مذکر تصور کر کے مذکر کا حصہ دیا جائے گا۔ ۲۔ اگر اس میں مؤنث کی علامات غالب ہوں تو اس کے ساتھ عورت والا ہی معاملہ کیا جائے گا۔ ۳۔ اگر اس میں مذکر و مؤنث کی دونوں علامات برابر پائی جائیں تو یہ مُشکل کہلاتا ہے اور اس کی وراثت میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

۱۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے متعلق اغلب گمان کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ ۲۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں اسے مرد اور عورت کے حصے سے درمیانی حصہ دیا جائے گا۔ ۳۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کو دونوں حصوں (یعنی مرد اور عورت کے حصوں) میں سے جو کم ہے وہ اسے دیا جائے گا۔

۴۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اس کا معاملہ ظاہر ہونے کی امید ہو تو اس کی علامات کے ظہور کا انتظار کیا جائے اور اگر امید نہ ہو تو پھر اس کے ساتھ متوسط طریقہ اپنایا جائے گا یعنی مرد سے کم اور عورت سے زیادہ۔

راجح مسلک: راجح مسلک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا ہی ہے۔

(فقه السنة الفرائض باب الخنثى ج٤ ص٣٥٨)

والدین اور ترکہ: والدین کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ والدین کے ساتھ میت کی اولاد ہو ۲۔ والدین کے ساتھ میت کی اولاد نہ ہو ۳۔ والدین کے ساتھ میت کے صرف بہن بھائی شریک ہوں۔

۱۔ جب والدین کے ساتھ میت کی اولاد بھی شریک ہو تو اس صورت میں والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ اولاد کی موجودگی میں والدین میں سے ہر ایک کو میت کے ترکہ سے چھٹا حصہ ملے گا اسی طرح اگر میت کی صرف ایک بیٹی اور والدین ہوں تو بیٹی کو نصف اور والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا اور باقی ماندہ چھٹا حصہ بطور عصبہ والد کو ملے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ حصہ داروں کے حصہ (ترکہ سے) ادا کرو اور باقی ماندہ میت کے سب سے قریبی رشتہ دار مرد کو ملے گا۔ (بخاری كتاب الفرائض باب ميراث الولد من أمه وأبيه ج٢٣ ص١٣٠ رقم الحديث ٦٧٣٢ ...... صحيح مسلم كتاب الفرائض باب الحقوا الفرائض ج٦ جزء ١١ ص ٤٥ رقم الحديث ١٦١٢) گویا کہ اس حالت میں باپ اصحاب الفروض میں سے ہونے کے ساتھ ساتھ عصبہ بھی ہوگا۔

۲۔ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اس کے ورثاء میں صرف والدین ہی ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ جبکہ باقی ماندہ باپ کو عصبہ ہونے کے سبب ملے گا، اسی لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف والدین ہوں تو اس کی ماں کو ایک تہائی (اور باقی ماندہ باپ کو بطور عصبہ) ملے گا۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں اگر والدین کے ساتھ میت کا شوہر یا میت کی بیوی شریک ہوں تو شوہر کو نصف بیوی کو چوتھا اور باقی ماندہ جائیداد میں سے ماں کو ایک ثلث اور بقیہ باپ کو ملے گا۔

۳۔ والدین کے ساتھ میت کے صرف بہن بھائی شریک ہوں تو میت کے کل ترکہ سے ماں کو چھٹا اور باقی ماندہ (بطور عصبہ) باپ کو مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ اگر (والدین کے ساتھ) میت کے بہن بھائی (عینی ماں اور باپ کی طرف سے، اخیافی صرف ماں کی طرف سے، علاتی صرف باپ کی طرف سے) ہوں تو والدہ کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ بطور عصبہ باپ کو مل جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اصحاب الفروض کا حصہ ادا کرنے کے بعد باقی ماندہ میت کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار مرد کو ملے گا۔ (بخاری بشرح الكرمانی كتاب الفرائض باب ميراث الولد أمه وأبيه ج٢٣

ص ١٣٠ رقم الحدیث ٦٧٣٢ ...... صحیح مسلم کتاب الفرائض باب الحقو االفرائض ج٦ جزء ١١ ص ٤٥ رقم الحدیث ١٦١٥)

نوٹ: باپ کی موجودگی میں میت کے تمام بہن بھائی محروم ہوں گے لیکن انکی موجودگی ماں کے تیسرے حصے کو کم کر کے چھٹا حصہ بنا دے گی جیسا کہ قرآن مجید میں فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ ذکور ہے یعنی بہن بھائیوں کی موجودگی میں ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

لفظ "اِخْوَةٌ" اور امام قتادہؒ: امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ والدین کے ساتھ میت کا صرف ایک بھائی ہو تو اس صورت میں ماں کے حصے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی وہ میت کے ترکہ میں ایک ثلث کی ہی وارث ہوگی۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ج ٢ ص ٦٠ ٣ رقم الحدیث ٤٩٤٩)

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ تقسیم وراثت سے قبل ضروری امور: میت کا مال ورثاء میں تقسیم کرنے سے پہلے تین امور کا خیال رکھا جائے گا۔

١۔ میت کی جائز وصیت کو اس کے ترکہ سے پورا کرنا۔ ٢۔ میت کے قرض کو اس کے ترکہ سے ادا کرنا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ میت کی وصیت کو پورا کرنے اور اس کا قرض ادا کرنے کے بعد اس کا مال اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

٣۔ میت کا کفن (اور دفن کے تمام اخراجات) اس کے متروکہ جمیع مال سے ادا کیے جائیں گے اگر کسی بناء پر یہ تمام اخراجات اس کے ترکہ سے نہیں پورے کیے جاسکتے تو ان امور کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر ہوگی اگر کسی وجہ سے یہ امور سرانجام نہ دے سکے تو پھر یہ ذمہ داری عام مسلمانوں پر عائد ہوگی۔ (فقہ السنہ کتاب الجنائز باب الکفن ج ٢ ص ٤٤)

نوٹ: اگر میت کا متروکہ جمیع مال ادائیگی قرض میں صرف ہو جائے اور وصیت کی وفاء ناممکن ہو تو ایسی صورت میں سب سے پہلے قرض کی ادائیگی کو ہی یقینی بنایا جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے میت کا قرض ادا کرنے کا حکم دیتے اور کسی مقروض کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، قرض کو وصیت پر مقدم کرنے پر علماء کا اجماع ہے۔

نوٹ: وصیت کے مفصل احکامات سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ١٨٠ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ترکہ میت اور ماموں: اگر کوئی شخص اس حال میں فوت ہو کہ اس کا کوئی وارث موجود ہی نہیں تو پھر اس کی وراثت کا حقدار اسکا ماموں ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ جس کا کوئی وارث نہ ہو تو ماموں اس کا وارث ہوگا وہی اسکی طرف سے دیت ادا کرے گا اور وہی اس کا وارث ہوگا۔ (ابوداود کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام ص ٥١٦ رقم الحدیث ٢٨٩٩)

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ زمانہ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں وراثت بیٹوں کے لیے اور وصیت والدین کے لیے تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو منسوخ فرماتے ہوئے ہر ایک کا باقاعدہ حصہ مقرر کر دیا ہے کیونکہ انسان کو کبھی دینی یا اخروی یا دونوں ہی فائدے والدین سے حاصل ہوتے ہیں اولاد سے نہیں، کبھی یہ فوائد اولاد سے حاصل ہوتے ہیں والدین سے نہیں یعنی ان میں آ سے جس طرح ایک سے فائدہ کی امید ہے ایسے ہی دوسرے سے بھی امید ہونی چاہیے کیونکہ کسی کو کوئی علم نہیں کہ باپ، دادا، پوتوں اور بیٹوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون زیادہ نفع بخش ہے اسی لیے فرمایا کہ ہم نے ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیا ہے اور اصل میراث میں ہر ایک کو اس کا حق دیا جائے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے حصہ کسی حکمت کے تحت ہی مقرر کیے ہیں اور وہ ہی اسکی حکمت سے مکمل طرح باخبر ہے جس کا انسان کو کچھ علم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر سے کوئی حکمت پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

١۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حکمتوں اور مصلحتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میراث کے تمام حصے خود مقرر فرمائے ہیں اس لیے ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔

٢۔ میت کی اولاد لڑکے اور لڑکیوں کی صورت میں ہو تو لڑکے کو ایک اور لڑکی کو اس سے نصف ملے گا۔ ٣۔ اگر میت کی اولاد صرف بیٹیاں ہی ہوں اور اگر وہ ہیں بھی دو یا دو سے زیادہ تو اس صورت میں وہ دو تہائی حصہ انہیں ملے گا اگر ایک ہی بیٹی ہو تو وہ نصف ترکہ کی حقدار ہوگی۔

٤۔ اولاد کی موجودگی میں میت کے والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں ماں کو تیسرا اور باقی ماندہ ترکہ باپ کو ملے گا۔

٥۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں اگر میت کے دو یا دو سے زیادہ بہن بھائی ہوں تو اس صورت میں ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ تمام ترکہ باپ کو ملے گا، میت کے بہن بھائی محروم رہیں گے۔

٦۔ ایک بھائی یا بہن کی موجودگی والدہ کے تیسرے حصہ کو کم نہیں کرے گی۔

٧۔ میت کی تقسیم وراثت سے پہلے کفن، قرض کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے بعد اس کی جائز وصیت کو پورا کیا جائے گا پھر باقی ماندہ ترکہ مقررہ حصوں کے مطابق ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

٨۔ میت کی تقسیم وراثت سے قبل اس کے جمیع متروکہ مال سے کفن اور قرض کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے بعد اسکی جائز وصیت کو پورا کیا جائے پھر باقی ماندہ ترکہ سے اسکے تمام ورثاء کو ان کے مقرر کردہ حصے ادا کیے جائیں گے۔

☆..........☆..........☆

مولانا عبدالمجید سوہدروی علیہ رحمۃ کی یاد میں

محمد یوسف خادم دارالحدیث راجووال

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی من لانبی بعدہ! کان سیدنا عبدالمجید خادم سوھدروی وحید دھرہ أوانہ وفرید عصرہ وزمانہ کان یبلغ التوحید والسنۃ علی اصلھا اللھم اغفرلہ وارحمہ

جناب مولانا حکیم عبدالمجید خادم سوہدرویؒ حالیہ تاریخ کے قریب ترین وقت کے نامور خطیب اور عالم ربانی گزرے ہیں، مولانا سوہدروی کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں یقیناً ان کو تبلیغی جلسوں کا دلہا کہا جائے تو بالکل بجا ہے، اپنے دور کے خطباء میں پاکیزہ شہرت کے حامل تھے توحید وسنت کے داعی وقت کی سیاست کے نباض اور ماہر تھے جس جلسہ پر تشریف نہ لا سکتے اس جلسہ کو ناکام تصور کیا جاتا۔ عند ذکر الصالحین تنزل رحمۃ "اللہ تعالیٰ کے اولیاء کا تذکرہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول عام ہوتا ہے۔" نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے اذکروا محاسن موتاکم "اپنے فوت شدہ کی خوبیاں بیان کیا کرو" کیونکہ انتم شھداء اللہ فی الارض "تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو"

جس میت کے بارہ میں زندہ لوگ شہادت دیں کہ فوت ہونے والا اچھا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیتے ہیں۔ قرآنی شہادت موجود ہے کہ فوت ہونے والوں کے لیے مغفرت کی دعاء کرو، حتیٰ کہ پیغمبر رحمت ﷺ کو بھی اس بات کا حکم ہے واستغفر لذنبك وللمومنین ...... آیۃ "اور اپنے لیے گناہوں کی بخشش مانگا کر اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔" مولانا خادم سوہدروی رحمہ اللہ قرآن کریم کے اس فرمان عالی شان کے صحیح مصداق تھے اور یقیناً ان لوگوں میں ہیں جن کے لیے فرشتے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے کہ "عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں تو ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔" (پارہ ۲۴، المومن: ۷)

ایسی آیات قرآن کریم میں بکثرت موجود ہیں ان آیات کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا خادم سوہدروی رحمہ اللہ کے پندونصائح ذکر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں تاکہ احباب پڑھ کر ان سے مستفید ہوں اور حکیم صاحب کی بلندی درجات کے لیے رات کی تنہائیوں میں دعائیں فرمائیں۔

موصوف اپنے تبلیغی جلسوں کے خطابات میں خصوصی طور رزق حلال اور محنت پر بھرپور توجہ دلاتے اور مندرجہ ذیل روایت الفقر عند الناس شین وعند الناس زین "کہ غریب عام لوگوں کے نزدیک معیوب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ زینت ہے۔" کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت بالکل موضوع ہے۔ اسی طرح فرماتے ہیں کہ الفقر فخری "کہ غربت میرا فخر ہے" یہ سخت ترین موضوع ہے۔ ان روایات کے رد میں درج ذیل روایت پیش فرماتے کاد الفقر ان یکون کفرا "کہ غربت کا خطرہ ہے کہ بندہ کو کفر تک نہ پہنچادے۔" صحیح بخاری حدیث الغار سے بھی واضح ہوتا ہے کہ غربت بسا اوقات آدمی کو گناہ میں ملوث کردیتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا "پہلے زمانہ میں (بنی اسرائیل میں سے) تین آدمی کہیں راستے میں جا رہے تھے کہ اچانک بارش نے آلیا" وہ تینوں پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے (جب وہ اندر داخل ہوئے) تو غار کا منہ بند ہوگیا اب آپس میں یوں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہمیں اس مصیبت سے اب صرف سچائی ہی نجات دلائے گی۔

بہتر یہ ہے کہ اب ہر شخص اپنے کسی ایسے عمل کو بیان کرکے دعا کرے جس بارہ میں اسے یقین ہو کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کیا تھا، چنانچہ ان میں سے ایک نے اس طرح دعا کی کہ اے اللہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ میں نے ایک مزدور رکھا تھا جس نے تین ٹوپے چاول کی مزدوری پر میرا کام کیا تھا لیکن وہ شخص چلا گیا اور وہ اپنے چاول چھوڑ گیا، پھر میں نے اس ایک فرق چاول کو لیا اور اس کی کاشت کی اس سے مجھ کو اتنا کچھ حاصل ہوا کہ میں نے اس کی پیداوار سے گائے بیل خرید لیے کافی دیر بعد وہی شخص مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے آیا میں نے کہا کہ یہ گائے بیل جو کھڑے ہیں ان کو لے جا اس نے کہا کہ میرا تو ایک فرق چاول تھا تم مجھے دے دو میں نے کہا کہ یہ گائے بیل لے جاؤ کیونکہ یہ اس تین ٹوپہ چاول کی

آمدن ہے آخروہ گائے بیل لے کر چلا گیا۔ پس اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ ایمانداری میں نے صرف تیرے ڈر سے کی ہے تو تو اس غار کا منہ کھول چنانچہ اسی وقت وہ پتھر غار کے منہ سے تھوڑا سا ہٹ گیا۔

پھر دوسرے نے اس طرح دعا کی یا اللہ تجھے معلوم ہے میرے ماں باپ جب بوڑھے ہو گئے تو میں ان کی خدمت میں روزانہ رات کو اپنی بکریوں کا دودھ لا کر پلایا کرتا تھا، ایک دن اتفاق سے گھر دیر سے آیا تو وہ دونوں سو چکے تھے ادھر میرے بیوی بچے بھوک سے بلبلا رہے تھے لیکن میری عادت تھی کہ میں جب تک اپنے والدین کو دودھ نہ پلالوں بیوی بچوں کو نہیں دیتا تھا مجھے ان کو بیدار کرنا بھی پسند نہ تھا اور چھوڑنا بھی پسند نہ تھا (کیونکہ یہی ان کی خوراک تھی اور اسے نہ پینے کی وجہ سے وہ کمزور ہو جاتے) اس لیے میں ان کے پاس وہیں کھڑے انتظار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی پس اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میں نے صرف تیرے خوف کی وجہ سے کیا ہے تو یا اللہ تو ہماری یہ مشکل آسان فرما تو پتھر کچھ اور ہٹ گیا اور آسمان نظر آنے لگا پھر تیسرے شخص نے یوں دعا کی یا اللہ! میری ایک چچا کی بیٹی تھی جو مجھے بہت زیادہ محبوب تھی میں نے ایک بات اس سے صحبت کرنا چاہی اس نے انکار کیا مگر ایک شرط طے ہوئی کہ میں اسے سو اشرفی دوں میں نے یہ رقم حاصل کرنے کے لیے کوشش کی آخروہ مجھے مل گئی تو میں اس کے پاس آیا اور وہ رقم اس کے حوالے کر دی اس نے مجھے اجازت دے دی۔ جب میں اس سے برائی کرنے لگا تو اس نے کہا اتق اللہ ولا تفض الخاتم الا بحقہ" کہ اللہ سے ڈر جا اور اس مہر کو بغیر حق کے نہ توڑ" تو میں یہ (سنتے ہی) کھڑا ہو گیا اور وہ سو اشرفی بھی واپس نہیں لی یا اللہ تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیرے خوف اور رضا کے لیے کیا تھا تو تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ مشکل دور فرما دی وہ تینوں غار سے بخیریت باہر نکل آئے۔

اس تفصیلی واقعہ سے بالکل عیاں ہوتا ہے کہ غربت کی وجہ سے آدمی بسا اوقات کبیرہ گناہ کا ارتکاب بھی کر لیتا ہے جیسا کہ مذکورہ خاتون جو پاک دامنہ تھی غربت کے ہاتھوں تنگ آ کر سو اشرفی لینے پر مجبور ہوئی لیکن اس غریب عورت نے برائی نہیں کی۔

زبدۃ الکلام یہ ہے کہ مولانا حکیم عبدالمجید خادم سوہدروی ہمیشہ کاروبار کی ترغیب دیتے اور فرماتے، ہندو تجارت کی وجہ سے ہم سے بڑھ گئے ہیں اور ہمیں خرید رہے ہیں، ہندو کام کرنے سے پہلے 6 ماہ تک سوچتا ہے پھر کام کرتا ہے اور مسلمان کی ہمیشہ تعریف کرتے کہ مسلمان بڑے ذہین ہوتے ہیں یہ کام بھی کرتے ہیں اور ساتھ سوچتے بھی ہیں اور سکھ خالص کام کرنے کے بعد سوچتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُف کام غلط ہو گیا ہے جعلی صوفیاء کی خوب مذمت فرماتے کہ یہ لوگ توکل کا مفہوم غلط سمجھے ہیں۔ خادم سوہدروی رحمہ اللہ نے اسلام اور دولت مند صحابہ کے عنوان پر ایک کتاب بھی لکھی تھی، موصوف کا مقصد صرف یہ تھا کہ جس طرح صحابہ کرام تجارت پیشہ تھے۔ ہمیں بھی ان نفوس قدسیہ کے نقشے پر چلنا چاہیے اور اپنے ہاتھ سے کمانا چاہیے تاکہ اپنے ہاتھ سے زکوۃ، صدقات دینے والے بنیں، ہمیشہ دوسرے کی جیب پر نظر نہ رہے۔

آیئے چند مالدار صحابہؓ کے معمولات ملاحظہ فرمائیں۔

انبیاء کرامؑ کی سیرتوں کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انبیاءؑ بھی تجارت اور کاروبار کرتے رہے اور اپنے ہاتھ سے کمانے کو ترجیح دیتے تھے، ایسے ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے شاگردوں کی تربیت کی، ایک صحابی کو دستہ ڈال کر دیتے ہیں اور لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنے کا حکم دیتے ہیں صحابہ کرامؓ کی سیرتیں بھی ہمیں اپنے ہاتھ سے کمانے کا درس دیتی ہیں، اصحاب رسول اپنے ہاتھوں سے بے دریغ خرچ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شیخین کریمین ابوبکر و عمرؓ اپنے ہاتھ سے کماتے اور ان کا شمار امیر ترین صحابہ میں ہوتا ہے، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھیے جن کے مال سے اسلام کو بے پناہ فائدہ پہنچا، ایک ایک وقت میں تین تین سو اونٹ مع پالان اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے رہے ہیں۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا قافلہ شام سے آ رہا ہے کہ ہر قسم کا سامان تجارت موجود ہے، سات سو اونٹوں کا قافلہ راہ خدا میں پیش فرما رہے ہیں، اس کے علاوہ متعدد مواقع پر بے دریغ مال خرچ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کیونکہ سیدنا عبدالرحمٰنؓ بہت بڑے تاجر تھے۔ آیئے حکیم بن حزام رحمہ اللہ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں کہ دو مسافر آتے ہیں آ کر سواری کا سوال کرتے ہیں سخاوت کا یہ پیکر دونوں مسافروں کو دو اونٹنیاں مع سامان خرید کر دیتے ہیں۔ ابن عمرؓ کی مالداری کا یہ حال ہے کہ نافع بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زمین دو سو اونٹوں کے عوض فروخت کی سو اونٹنیاں راہ جہاد میں پیش فرماتے ہیں۔ سیدنا عمر بن خطابؓ کی مالداری کا اندازہ لگائیں کہ غزوہ تبوک میں دو سو اوقیہ پیش فرما رہے ہیں یہ عاصم بن عدیؓ نوے وسق کھجور پیش کر رہے ہیں، یہ سیدنا عباس، سیدنا طلحہ، سیدنا سعد بن عبادہ ہیں اور یہ سیدنا محمد بن مسلمہؓ ہیں جو اپنے اپنے مال بے دریغ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ادھر دیکھیں سیدنا زبیرؓ کی جائیداد جوان کے ورثاء میں تقسیم ہو

رہی کروڑوں سے متجاوز ہے۔ آیئے صحیح بخاری کی حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جنگ جمل کے موقع پر جب سیدنا زبیرؓ کھڑے ہوئے مجھے بلایا میں ان کے قریب جا کر کھڑا ہوا تو انہوں نے مجھے فرمایا بیٹا آج کی لڑائی میں ظالم مارا جائے گا یا مظلوم اور میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے کیا تمہیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال بچ جائے گا؟ پھر فرمایا بیٹا ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کر دینا اس کے بعد انہوں نے ایک تہائی مال کی میرے اور تہائی کے تیسرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لیے فرمائی (عبداللہ کے بچوں یعنی اپنے پوتوں کے لیے) اور فرمایا تھا کہ اس تہائی کے تین حصے کر لینا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ بچ جائے تو اس کی ایک تہائی تمہارے بچوں کے لیے ہوگا۔ ہشام راوی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہؓ کے بعض بیٹے زبیرؓ کے بیٹوں کے ہم عمر تھے جیسے خبیب اور عباد اور سیدنا زبیر کے اس وقت نو بیٹے تھے اور نو ہی بیٹیاں تھیں۔ سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا کہ پھر سیدنا زبیرؓ مجھے قرض کے بارہ میں وصیت کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ بیٹا اگر قرض ادا کرنے سے عاجز آجاؤ تو میرے دوست سے قرض کی ادائیگی میں تعاون لینا۔ (سیدنا عبداللہ بیان کرتے ہیں) اللہ کی قسم میں اپنے والد گرامی کی بات نہ سمجھ سکا میں نے دریافت کیا کہ بابا آپ کے مولا کون ہیں؟ تو فرمایا کہ میرے مولا مالک کائنات ہیں پھر سیدنا عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم قرض کی ادائیگی میں جو بھی دشواری آتی تو میں اسی طرح دعا کرتا کہ اے زبیرؓ کے دوست ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کر دے تو ادائیگی کی صورت ضرور پیدا ہو جاتی۔

چنانچہ جب سیدنا زبیر شہید ہوئے تو ان کا ترکہ درہم و دینار کی صورت میں نہ تھا بلکہ کچھ اراضی کی صورت میں تھا جس میں غابہ کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکانات مدینہ طیبہ میں تھے دو مکان بصرہ میں ایک مکان کوفہ میں اور ایک مصر میں تھا۔ سیدنا عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا زبیرؓ کا جو قرض تھا اس کی صورت یہ تھی کہ جب بھی ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال بطور امانت رکھتا تو آپ اسے کہتے کہ یہ مال اس صورت میں رکھتا ہوں کہ یہ میرے ذمہ قرض رہے گا کیونکہ اس کے ضائع ہونے کا بھی خدشہ ہے، سیدنا زبیر کسی علاقے کے کبھی امیر مقرر نہ ہوئے اور نہ تحصیلدار مقرر ہوئے اور نہ ہی کبھی کوئی عہدہ قبول کیا البتہ امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر و عمر اور سیدنا عثمان غنی کے ساتھ معرکوں میں ضرور شرکت فرماتے رہے

سیدنا عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس رقم کا حساب کیا جو ان پر قرض تھی تو وہ کل رقم بائیس لاکھ تھی پھر حکیم بن حزام رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ سے ملے تو دریافت فرمایا بیٹے میرے بھائی پر کتنا قرض باقی رہ گیا ہے؟ سیدنا عبداللہؓ نے چھپانا چاہا اور کہہ دیا کہ ایک لاکھ، اس پر سیدنا حکیم نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ تم اپنے موجودہ سرمایہ سے قرض ادا کر سکو گے، سیدنا عبداللہ فرمانے لگے اگر قرض کی تعداد بائیس لاکھ ہوتی تو۔ پھر تمہاری کیا رائے ہے سیدنا حکیم فرمانے لگے پھر تو آپ کی برداشت سے بھی باہر ہے۔ خیر! اگر کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے ضرور بتلانا سیدنا عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ سیدنا زبیر نے غابہ کی جائیداد ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی لیکن سیدنا عبداللہؓ نے وہ جائیداد سولہ لاکھ میں فروخت کی پھر اعلان کیا جس کسی نے (میرے والد) سیدنا زبیرؓ سے قرض لینا ہو تو وہ ہمیں آکر ملے، چنانچہ عبداللہ بن جعفر بن طالب آئے ان کا چار لاکھ قرض تھا سیدنا عبداللہ سے پیش کش کی اگر آپ چاہیں تو یہ قرض میں اپنے بھائی کو معاف کیے دیتا ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر کہنے لگے کہ آپ سارا قرض ادا کر لیں بعد میں لے لوں گا۔ سیدنا عبداللہ نے اس کی بھی اجازت نہ دی آخر عبداللہ بن جعفر کہنے لگے کہ پھر آپ اس زمین میں سے میرے حصے کا ٹکڑا مقرر کر دو عبداللہؓ کہنے لگے کہ آپ اپنے قرض میں یہاں سے یہاں تک لے لیجئے (راوی کہتے ہیں) کہ سیدنا زبیر کی کل جائیداد اور مکانات وغیرہ فروخت کر کے قرض ادا کر دیا گیا اور پورے کا پورا قرض ادا کر دیا گیا، غابہ کی جائیداد میں سے ساڑھے چار حصے ابھی باقی تھے (بعد ازاں)

سیدنا عبداللہؓ سیدنا معاویہؓ کے ہاں تشریف لے گئے انکے پاس عمرو بن عثمان منذر بن زبیر اور ابن زمعہ تشریف فرما تھے سیدنا معاویہؓ نے ان سے دریافت کیا کہ غابہ کی جائیداد کی کتنی قیمت طے ہوئی تو بتایا کہ ہر حصے کی قیمت ایک لاکھ طے ہوئی ہے۔ سیدنا معاویہ نے پوچھا کہ اب باقی کتنے حصے رہ گئے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ساڑھے چار حصے باقی رہتے ہیں اس پر منذر بن زبیر فرمانے لگے کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں لیتا ہوں اسی طرح عمرو بن عثمان کہنے لگے کہ ایک حصہ میں لیتا ہوں ابن زمعہؓ نے کہا کہ ایک حصہ میں لیتا ہوں سیدنا معاویہؓ نے پھر دریافت کیا کہ اب کتنے حصے باقی بچے سیدنا عبداللہؓ کہنے لگے کہ ڈیڑھ حصہ باقی بچا سیدنا معاویہ فرمانے لگے کہ باقی ماندہ ڈیڑھ حصہ ڈیڑھ لاکھ میں میں خریدتا ہوں، سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ نے بعد اپنا حصہ سیدنا معاویہ کو چھ لاکھ میں فروخت کر دیا جب عبداللہ بن زبیر تمام قرض کی ادائیگی کر چکے تو سیدنا زبیر کی اولاد نے مطالبہ کیا کہ اب

ہماری میراث تقسیم کردیں تو سیدنا عبداللہؓ کہنے لگے کہ ابھی چار سال بعد تمہاری میراث تقسیم کرونگا چار سال تک ایام حج میں اعلان کروں گا کہ میرے باپ زبیرؓ سے کسی نے قرض لینا ہو تو وہ ہم سے رابطہ کریں اور اپنا قرض وصول کرلیں سیدنا عبداللہ بن زبیر ہر سال ایام حج میں اعلان کرتے چار سال بعد اپنے والد کی وراثت تقسیم کی، (راوی کہتے ہیں) سیدنا زبیر کی چار بیویاں تھیں، سیدنا عبداللہ نے وصیت کے مطابق تہائی حصہ نکال لیا پھر بھی ہر بیوی کے حصہ میں بارہ بارہ لاکھ آئے جبکہ سیدنا زبیر کی کل جائیداد پانچ کروڑ دو لاکھ بنتی ہے۔(صحیح بخاری رقم الحدیث 3129 دارالسلام)

سیدنا زبیرؓ کی جائیداد کی تفصیل اور اس کی تقسیم:

مجموعی رقم: پانچ کروڑ دو لاکھ روپے اس مجموعی رقم سے بائیس لاکھ قرض کے نکال دیے، چار کروڑ اسی لاکھ باقی بچے، تہائی حصہ وصیت کا نکال دیا، تین کروڑ بیس لاکھ باقی بچے پھر آٹھواں حصہ کیا تو چالیس چالیس لاکھ عورتوں کے حصے ہوئے چار بیویوں پر تقسیم کیا تو ہر بیوی کے حصہ میں دس دس لاکھ آئے۔ وصیت کے روپے نکالے تو باقی رقم تین کروڑ بیس لاکھ بچی، اب باقی رقم سے چالیس لاکھ نکال دیے تو باقی دو کروڑ اسی لاکھ بچے۔

مجموعی زیدرقم قرض

اب مجموعی تعداد پانچ کروڑ اٹھانوے لاکھ اس میں سے بائیس لاکھ قرض نکالا پانچ کروڑ چھہتر لاکھ رہ گئے، باقی رقم میں تہائی ایک کروڑ بانوے لاکھ نکال دیا باقی تین کروڑ چراسی لاکھ بچے آٹھواں حصہ اڑتالیس لاکھ بنا یہی رقم چار عوتوں میں تقسیم ہو تو بیوی کو بارہ بارہ لاکھ ملتے ہیں یہ دوسری صورت ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ اور حسابات مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی کتاب میں موجود نہیں صرف مولانا کی تائید کے لیے راقم آثم نے خود نقل کیا اور اس کا حساب ماہر اساتذہ سے کرایا گیا ہے۔

زبدۃ الکلام: مندرجہ بالا تمام واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی نگاہ میں دولت کوئی بری چیز نہیں بلکہ مصرف غلط ہونے میں سخت ترین نقصان پہنچتا ہے اسی طرح دولت کے حصول کے ذرائع غلط ہوں تو بھی مال حرام ہو جاتا ہے۔ مولانا خادم سوہدروی رحمہ اللہ سیاسات کے بڑے ماہر تھے، بندہ راقم آثم نے راجووال کے سالانہ تبلیغی جلسہ پر دعوت دی اور آپ تشریف لائے ان کا مضمون تھا ''کیا اسلام اور سیاست دو چیزیں ہیں'' اس جلسہ میں تھانہ حجرہ شاہ مقیم کے ایس ایچ او بھی مدعو تھے۔ دوران خطاب ایک زوردار فقرہ ایسا کسا کہ ایس ایچ او قدرتا کرسی سے گر گئے اور جلسہ میں بگدڑ مچ گئی انگریز کے بڑے دشمن اور سخت مخالف تھے فرمایا کرتے تھے کہ جو بھی ملک سے انگریز کو نکالے وہ میرا عزیز ہے اس دور میں آپ نے ایک کتاب بھی لکھی تھی جس کا موضوع تھا (انگریز اور وہابی)

مولانا سوہدروی راجووال کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے جلسہ میں اپنے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور موضوع کا حق ادا کردیا، اپنے خطاب سے جب فارغ ہوئے تو راقم کو ملے بغیر ہی واپس چلے گئے اس لیے کہ میں ان کو کوئی سفر مصارف نہ دے دوں۔ واپس پہنچ کر اپنے اخبار میں خود دارالحدیث راجووال کے بارہ میں خبر شائع کی کہ اس علاقہ میں واقعی ایک دارالحدیث راجووال کی ضرورت تھی جو کہ مولانا محمد یوسف نے پوری کردی ہے اور یہ ادارہ واقعتا ہر قسم کے تعاون کا مستحق ہے، تمام احباب خیر کو اس کی ترقی کے لیے ہر قسم کا ہر ممکن تعاون کرنا چاہیے۔ راجووال کے گردونواح میں 186 میلے لگتے تھے جن میں سے ایک میلہ ابھی تک جاری ہے جو کہ ماہ رمضان المبارک میں بستی نور الٰہی میں لگتا ہے الحمدللہ دارالحدیث کی خدمات کا نتیجہ ہے کہ حجرہ شاہ مقیم جہالت کا گڑھ ہے اور بہت بڑی گدی ہے آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سات، آٹھ مساجد اہل حدیث تعمیر ہو چکی ہیں حجرہ شاہ مقیم کی مرکزی مسجد میں دارالحدیث راجووال کے فاضل اور جماعت اہل حدیث کے مورخ مولانا ابراہیم خلیل خدمات انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور قلم میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

مولانا حکیم عبدالمجید خادم سوہدروی کے بیٹے حافظ عبدالوحید جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں زیر تعلیم تھے تو ہر ماہ مجھے ملنے کے لیے راجووال تشریف لاتے۔ حافظ عبدالوحید نے علمائے اہل حدیث کے لیے حج کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا تو راقم الحروف کو ان کے قافلہ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل ہوئی، اتفاقا ایک دن حرم مکی میں باب بلال کے عقب میں بیٹھے ہوئے تھے آپس میں تعارفی نشست جاری تھی۔ ایک نوجوان میرے قریب آئے اور پوچھا کہ مجھے جانتے ہو میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا تو حافظ عبدالحفیظ نے اپنا تعارف کرایا کہ مجھے حافظ عبدالوحید بن مولانا حکیم عبدالمجید خادم سوہدروی کہتے ہیں اور میں دوران تعلیم آپ کو جامعہ دارالحدیث راجووال میں ملنے آیا کرتا تھا۔ حافظ عبدالوحید مجھے کہنے لگے کہ والدگرامی کے لیے بلند درجات کی دعا ضرور فرمانا تو میں الحمدللہ ہمیشہ ان کا نام لے کر دعا کرتا ہوں، اسے کہتے ہیں (او ولد صالح یدعولہ)

حافظ آباد میں میرے ایک دوست مولانا عبدالکریم تھے، انہوں نے اپنی بیٹی کے نکاح پر مجھے بھی دعوت دی حکیم محمد یوسف اور مولانا حکیم عبدالمجید خادم فارسی زبان کے بڑے ماہر تھے اور شرافت کا پتلہ تھے، نکاح

کے موقعہ پر گفتگو ہوئی۔ حکیم محمد یوسف کہنے لگے کہ آپ نکاح پڑھائیں کیونکہ آپ دور سے تشریف لائے ہیں اور میں قریبی ہوں لہٰذا مہمان کا زیادہ حق ہے۔ ان کے بار بار اسرار پر بندہ نے ان کی بیٹی کا نکاح پڑھایا، رات مجھے بعض بڑی عجیب باتیں سنائیں بخوف طوالت میں ان کو احاطہ تحریر میں نہیں لاتا، جہاں تک بندہ احقر نے ان کے خاندان کا مطالعہ کیا ہے علم و حکمت وشرافت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

حکیم محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ کا تعارف مجھے مولانا نذیر احمد سبحانی نے اپنی دکان پر کرایا، ان دنوں فاروقی صاحب ایبٹ آباد میں خطیب تھے، بندہ احقر نے فاروقی صاحب کو جمعہ کی دعوت دی آپ نے بامر مجبوری معذرت کی، آپ نے جب لاہور میں مستقل رہائش اختیار کی تو مجھے فرمانے لگے کہ مجھے یاد آیا کہ آپ نے جمعہ مانگا تھا اب میں تیار ہوں آپ جب بھی مجھے جمعہ کے لیے کہیں میں حاضر ہو جاؤں گا، ہم ابھی ادھر جمعہ کی تجاویز میں تھے کہ کون سا جمعہ رکھیں لیکن فاروقی صاحب کو سفر آخرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا، آہ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے جنازہ کی مجھے اطلاع دی گئی تو میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور کلیجہ منہ کو آیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا لیکن مجبوریوں کی بناء پر جنازہ میں شرکت نہ کر سکا کیونکہ پیرانہ سالی میں ہوں اور مختلف عوارض میں مبتلا ہوں ان کے جنازہ کی عدم شرکت کی وجہ سے ہمیشہ مجھے قلق رہے گا ان کی مغفرت کے لیے دعا کرتا ہوں (ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان) مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی بن مولانا عبدالحمید بن مولانا غلام نبی 1901ء/ 19۔1318ھ میں سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے ان کے ننھیال اور ددھیال دونوں خانوادوں میں علمی ودینی روایت چلی آرہی تھی مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی ان کے نانا تھے۔ مولانا سوہدروی ابھی کم سن تھے کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا ان کی پرورش مولانا غلام نبی (دادا) نے کی انہیں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ نے حافظ ابراہیم میر سیالکوٹی سے درس نظامی کی تکمیل کی بیس سال کی عمر میں مروجہ درسیات سے فارغ ہو کر اصلاحی وتبلیغی کاموں میں مشغول ہوئے، مولانا عبدالمجید نے سوہدرہ سے ایک پرچہ ''مسلمان'' جاری کیا اور مسلمان کمپنی کے نام سے اشاعتی ادارہ قائم کیا اسکے ساتھ ذریعہ معاش کے طور پر طبابت کرتے تھے، قیام پاکستان ''مسلمان'' ان کی ادارت میں طبع ہوتا رہا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (م ۱۳۶۷ھ) کا ہفت روزہ ''اہل حدیث'' (امرتسری) مسلک اہل حدیث کا مقبول ترین ترجمان تھا۔ تقسیم ہند کے وقت مولانا امرتسر ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور ''اہل حدیث'' دم توڑ گیا مولانا عبدالمجید رحمہ اللہ نے اس کی تجدید سوہدرہ سے کی جوان کی رحلت تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ مولانا سوہدروی اچھے خطیب قلمکار اور بلند نظر عالم تھے، علمی دینی کام کرتے ہوئے 1959ء/ ۱۳۷۹ھ میں فوت ہوئے اور سوہدرہ میں اپنے جدامجد کے پہلو میں دفنائے گئے۔

مرحوم کی طبی اور دینی موضوعات پر کم وبیش ساٹھ کتابیں یادگار ہیں جن چند اہم کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ رہبر کامل (سیرۃ النبی ﷺ) 2۔ انگریز اور وہابی 3۔ دولت مند صحابہ 4۔ سیرت عائشہؓ 5۔ سیرت فاطمہؓ 6۔ سیرت امام ابوحنیفہؒ 7۔ سیرت ثنائی 8۔ سیرت سلمانؒ (مولانا محمد سلیمان سلمان منصور پوری مولف رحمۃ للعالمین کی سوانح حیات) ☆......☆......☆

امام ابوحنیفہؒ کا طرز عمل

امام ابوحنیفہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ ایک دفعہ کسی کام کی غرض سے اپنی دکان سے اٹھ کر جاتے ہوئے ملازم کو سمجھا گئے کہ فلاں کپڑے میں یہ عیب ہے اگر اس کپڑے کا کوئی گاہک آجائے تو اسے کپڑا کھول کر اس عیب سے ضرور آگاہ کر دینا اور اس عیب کے عوض کپڑے کی قیمت کم کر دینا۔ اتفاقاً آپ کی واپسی سے قبل کپڑا فروخت ہو چکا تھا اور ملازم گاہک کو عیب بتلانا بھول گیا۔ آپ تشریف لائے اور کپڑے کے متعلق پوچھا کیا کپڑا فروخت ہو گیا ہے؟ تو ملازم نے کہا کہ کپڑا تو فروخت ہو گیا ہے لیکن معذرت میں گاہک کو عیب بتلانا بھول گیا تھا۔ آپ نے گاہک کے متعلق استفسار کیا کہ کس نے کپڑا خریدا ہے؟ ملازم نے بتلایا کہ فلاں قافلے والوں میں سے ایک فرد نے خریدا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اور قافلے کا تعاقب کیا اور اس شخص سے مل کر اسے کپڑے کے عیب سے آگاہ کیا اور مناسب قیمت سے زائد رقم واپس کر دی۔

قارئین کرام: آج اختلافی مسائل پر تو ان اماموں کے قولوں کو بطور حجت پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس ان کے اخلاق حسنہ کو کوئی اپنانے کے لیے تیار نہیں اور ویسے بھی آج کل کا رواج بن چکا ہے کہ جب کوئی عیب والی چیز فروخت کرنی ہو تو چہرے پر سنت نبوی ﷺ کو سجانے والا بھی جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سچ بولنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین (حافظ لقمان عظیم بھٹی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر حقوق؟

عبدالرحمٰن ثاقب

دنیا میں ہر انسان حقوق کا مطالبہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو اسکے مکمل حقوق ملنے چاہییں لیکن وہ خود اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا کہ میں نے اپنے اوپر عائد ہونے والے دوسروں کے حقوق کس قدر ادا کیے ہیں اور حقوق کا معاملہ انتہائی سخت ہے، انسان تو انسان قیامت کے روز جانوروں کے حقوق کا فیصلہ بھی ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لتؤدن الحقوق الی اهلها یوم القیمة حتی یقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء (مسلم) ''قیامت کے روز حق داروں کے حقوق ضرور ادا کیے جائیں گے۔ بے سینگ کی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا ہم ذرا غور کریں کہ جب جانوروں کا حساب کتاب ہوگا تو انسانوں سے تو اس سے زیادہ ضروری حساب لیا جائے گا۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ الدواوین ثلاثة دیوان لایغفر الله الاشراك بالله یقول الله عزوجل ان الله لایغفر ان یشرك به ودیوان لایترکه الله تعالیٰ ظلم العباد فیما بینهم حتی یقتص بعضهم من بعض ودیوان لایعبأ الله به ظلم العباد بینهم وبین الله فذاك الی الله ان شاء عذبه وان شاء تجاوز عنه (مشکوٰۃ) قیامت کے دن اعمال کے صحیفے ہوں گے ایک وہ صحیفہ ہوگا جس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہرگز نہیں بخشے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے بے شک اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے ایک وہ صحیفہ ہوگا جسے اللہ تعالیٰ مہمل نہیں چھوڑے گا اور وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے اور ایک وہ صحیفہ ہوگا جس کی اللہ تعالیٰ چنداں پرواہ نہ کرے گا اور وہ بندوں کا اللہ پر ظلم کرنا یعنی اس کے حقوق میں کی کوتاہی کرنا تو یہ اللہ کے حوالے ہوگا اگر اللہ چاہے تو ایسے بندوں کو عذاب دے اور چاہے تو ان سے درگزر کرے۔ اس حدیث مبارکہ پر غور کیا جائے تو اس میں عام بندوں کے حقوق کا معاملہ بھی موجود ہے جس میں ظلم وزیادتی کا فیصلہ ہوگا اور پھر وہ شخصیت جو کہ سید الاولین والآخرین اور رحمۃ للعالمین ہے۔ اس کے حقوق کے بارے میں ہم سے کیوں پوچھ گچھ نہ ہوگی ہم مسلمان ہونے کے ناطے سے غور وفکر سے کام لیتے ہوئے سوچیں کہ ہم نے جس نبی ﷺ کی سفارش سے بہرہ ور ہونا ہے، کیا ہم نے آپؐ کے حقوق کو ادا کیا ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر آپ کے حقوق ادا کرنے کے لیے فوری کمربستہ ہو جانا چاہیے۔

اب ہم قرآن وسنت کی روشنی میں آپؐ کے ان حقوق کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو ہم پر بحیثیت مسلمان عائد ہوتے ہیں۔

<u>پہلا حق:</u>

آپ ﷺ پر ایمان لانا اور جو چیز آپؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اس کی تصدیق کرنا، آپ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی نبوت کی تصدیق کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن وانس کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ پر اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی تمام تر چیزیں اور آپؐ جو فرمائیں اس کی تصدیق کی جائے اور دل کی تصدیق کے ساتھ اپنی زبان سے اقرار کریں کہ آپؐ ہی اللہ کے رسول ہیں۔ جب تصدیق بالقلب اور زبان کی گواہی دے لیں تو اس کے مطابق آپؐ کی تعلیمات کی روشنی میں عمل کریں تو ایمان مکمل ہوگا۔

فرمان الٰہی ہے یاایها الذین امنوا اتقوا الله وآمنوا برسوله یؤتکم کفلین من رحمته ویجعلکم نوراً تمشون به ویغفرلکم والله غفور رحیم (سورۃ الحدید:۲۸)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا حصہ اپنی رحمت کا عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور بنادے گا، تم اس کی روشنی میں چلو گے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بڑا مہربان ہے''۔ نیز فرمان ربانی ہے: ومن لم یؤمن بالله ورسوله فانا اعتدنا للکافرین سعیرا (سورۃ الفتح:۱۳) ''اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے گا ہم نے ایسے کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا الاؤ تیار کر رکھا ہے''۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فامنوا بالله ورسوله والنور الذی انزلنا والله بما تعملون خبیر (سورۃ التغابن:۸) ''پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اس روشنی پر جو ہم نے نازل کی ہے اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے۔''

فرمان الٰہی ہے: فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون (سورۃ الاعراف:١٥٨) ''پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمی پر جو خود بھی ایمان رکھتا ہے اللہ اور اس کے کلام پر اور پیروی کرو اس کی تا کہ تم ہدایت پاؤ''۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الااللہ ویؤمنوا بی وبما جئت بہ (صحیح مسلم) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے دیں اور مجھ پر اور میں جو کچھ لایا ہوں اس پر ایمان لے آئیں۔

دوسرا حق:

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کو واجب جاننا اور آپ کی نافرمانی سے ڈرنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ وانتم تسمعون (سورۃ الانفال:٢٠) اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی، مت منہ موڑو اطاعت سے درآنحالیکہ تم سن رہے ہو۔ نیز فرمان الٰہی ہے کہ وما اتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا (سورۃ الحشر:٧) ''جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے رسول روک دے پس اس سے رک جاؤ'' فرمان ربانی ہے کہ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ أو یصیبھم عذاب الیم۔ (سورۃ النور:٦٣) پس چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ جو خلاف ورزی کرتے ہیں رسول کے حکم کی اس بات سے کہ کہیں نہ آ پڑے ان پر کوئی فتنہ یا نہ آلے دردناک عذاب۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا وذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مھین (سورۃ النساء:١٣،١٤) جو کوئی اطاعت کرے گا اللہ اور اس کے رسول کی داخل کرے گا اللہ اس کو ایسی جنتوں میں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی عظیم کامیابی ہے اور جو نافرمانی کرے گا اللہ اور اس کے رسول کی اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا اللہ اس کو آگ میں ڈال دے گا وہ ہمیشہ اس میں پڑا رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ان رسول اللہ ﷺ قال من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ (رواہ البخاری ومسلم) بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ نیز بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ کل امتی یدخلون الجنۃ الا ومن ابی قالوا یارسول اللہ ومن یابی قال: من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی (رواہ البخاری) میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اسکے جس نے انکار کیا (صحابہ نے) کہا اے اللہ کے رسول کون انکار کرے گا آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی اس نے جنت میں داخل ہونے سے انکار کیا۔

تیسرا حق:

آپ کی اتباع کرنا اور تمام امور میں آپ کو پیشوا و مقتدا ماننا اور آپ کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (سورہ آل عمران:٣١) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ خود تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ واتبعوہ لعلکم تھتدون (سورۃ الاعراف) تم پیروی کرو اس (نبیؐ) کی تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ آپ کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کرے اور آپ کی سنت پر سختی سے عمل پیرا ہو اور آپ کی مخالفت کرنے سے ڈرتا ہو۔ کیونکہ فرمان رسول ﷺ ہے: فمن رغب عن سنتی فلیس منی (رواہ البخاری ومسلم) یعنی کہ جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں غور و فکر کرنا چاہیے اور ہر طرح سے آپ کی سنت کی مخالفت سے بچنا چاہیے۔

چوتھا حق:

آپ ﷺ سے ہر چیز سے زیادہ محبت کرنا۔ اور یہ محبت انسان کی اپنی اولاد، اہل و عیال، والدین اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہونی چاہیے اس محبت میں کوئی بھی چیز کبھی بھی آڑے نہیں آنی چاہیے۔ بلکہ اس محبت کی خاطر دنیا کی ہر چیز قربان کر دینے کا ہر مسلمان کو پختہ عزم رکھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قل ان کان اباء کم وابناء کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفاسقین (سورۃ التوبہ:٢٤)

آپ ﷺ فرما دیں کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور

تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ محلات جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری و مسلم) تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تم مجھ سے ہر چیز سے زیادہ والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت کرنے والے نہ بن جاؤ۔

نیز حدیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ سے جب ایک شخص نے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ما اعددت لھا قال یارسول اللہ ما اعددت کثیر صلوٰۃ ولا صیام ولا صدقۃ ولکنی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت (رواہ بخاری و مسلم) تو نے اس (قیامت) کے لیے کیا تیاری کی ہے تو اس نے جواب دیا کہ بہت زیادہ نمازوں، روزوں اور صدقات سے تیاری تو نہیں کر سکا لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا کہ تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرے گا اور اسی طرح جب جناب امیر عمرؓ نے کہا

یارسول اللہ لانت احب الی من کل شئی الامن نفسی فقال النبی ﷺ لاوالذی نفسی بیدہ التی من نفسی فقال النبی ﷺ الآن واللہ یاعمر (صحیح البخاری)

اے اللہ کے رسول آپؐ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میری اپنی جان کے تو آپؐ نے فرمایا کہ نہیں قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب تک کہ تو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بنا لو۔ عمرؓ نے کہا کہ پس اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عمر اب۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ ثلاث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من ایکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لایحب الااللہ انت احب الی من کل شی حتی من نفسی وان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یقذف فی النار (رواہ البخاری و مسلم) جس کے اندر تین چیزیں پائی گئیں اس نے ایمان کی لذت کو پالیا، اللہ اور اس کا رسول اس کے لیے محبوب ہو ہر چیز سے زیادہ جو ان کے علاوہ ہیں اور انسان دوسرے سے محبت کرے صرف اللہ کے لیے اور وہ کفر میں لوٹ جانے کو ناپسند سمجھے اس کے بعد کہ اس کو اللہ نے بچالیا۔ جس طرح وہ جہنم میں ڈال دیئے جانے کو ناپسند سمجھتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صرف وہی ایمان کا ذائقہ چکھ سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور جو اس ذائقے کو چکھ لے گا وہ اس کی لذت اور مٹھاس کو پالے گا اور وہ آپؐ کی اطاعت بھی کرے گا اور آپؐ کے طریقہ پر ہی چلے گا رسول اکرم ﷺ سے محبت کی علامت، یہ ہے کہ آپ کی اقتداء اور پیروی اس کے اعمال میں ظاہر ہونی چاہیے اور محب صادق کو چاہیے کہ آپ کی سنت کی اتباع کرے اور جن باتوں یا کاموں سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ ان سے باز آجائے۔ آپ کا ادب و احترام کرے اور اپنی زندگی کے کسی بھی لمحہ وہ تنگی میں ہو یا خوشحالی، خوشی میں یا غمی ہو، آپؐ کی اطاعت کا دامن کبھی بھی نہ چھوڑے

پانچواں حق:

آپ ﷺ کا احترام، عزت و توقیر اور مدد کرنا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ" (سورۃ الفتح آیت ۱) "اے مسلمانوں تم اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب و احترام کرو" نیز فرمایا کہ: یا یھا الذین آمنوا لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم (سورۃ الحجرات آیت ۱) اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول سے آگے نہ بڑھو اللہ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ سننے والا جاننے والا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (سورۃ النور آیت ۶۳) تم نبی کے بلاوہ کو آپس میں ایک دوسرے کے بلاوہ کی طرح نہ سمجھو جیسے آپس میں آپ کی حرمت اور توقیر آپ کی وفات کے بعد اسی طرح لازم ہے جس طرح سے آپ کی زندگی میں تھی یہ عزت و تکریم آپ کی سنت اور حدیث کے سماع کے وقت اور آپ کے نام نامی اسم گرامی آپ کی سیرت طیبہ کے ذکر کے وقت لازم اور ضروری ہے۔

چھٹا حق:

آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (سورۃ الاحزاب آیت ۵۶) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود و سلام بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم ان پر درود بھیجو اور اچھی طرح سلام بھی بھیجتے رہا کرو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ من صلی علی صلاۃ صلی اللہ بھا عشرا (رواہ مسلم) جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے نیز آپ نے فرمایا کہ "لاتجعلوا بیوتکم قبورا ولا

تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم (رواہ ابوداؤد واحمد) اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور نہ ہی میری قبر کو عید گاہ یعنی میلہ کی جگہ بنانا اور مجھ پر درود بھیجنا تمہارا درود مجھ پر پہنچایا جاتا ہے جہاں بھی تم ہو وہاں سے ۔آپ ﷺ نے اس انسان کو بخیل بتایا جو آپ ﷺ پر درود نہیں پڑھتا حدیث ہے کہ البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصل علی (رواہ الترمذی واحمد) یعنی وہ انسان بخیل ہے جس کے پاس میرا (محمد ﷺ کا) تذکرہ کیا جائے اور وہ درود نہ پڑھے نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ماجلس قوم مجلسا لم یذکروالله ولم یصلوا علی نبیهم الاکان علیهم ترة فان شاء عذبهم وان شاء غفرلهم (رواہ الترمذی واحمد) جب قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے تو نہ اللہ کا ذکر کرتی ہے اور نہ ہی اپنے نبی پر درود پڑھتی ہے تو ان پر افسوس ہے اگر اللہ چاہے تو انہیں عذاب دے سکتا ہے اور چاہے تو معاف کردے۔

درود کے مقام:

نبی اکرم ﷺ پر بہت سے مقامات پر درود پڑھنا چاہیے ۔امام ابن قیم اپنی کتاب جلاء الافهام فی الصلاة والسلام علی خیر الانام میں اکتالیس مقامات پر درود پڑھنا ذکر فرماتے ہیں جن میں سے چند کی نشاندہی کی جاتی ہے مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور مسجد سے نکلتے ہوئے، مؤذن کی اذان سن کر اقامت کے وقت، دعا کرتے ہوئے نماز میں تشہد کی حالت میں نماز جنازہ میں ۔صبح وشام، جمعہ کے روز، جب لوگ اکٹھے ہو کر بیٹھیں دعا قنوت کے آخر میں، صفا و مروہ پر، جب بھی آپ ﷺ کی قبر پر جایا جائے، مشکلات اور پریشانیوں کے اوقات میں، گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے، جب بھی گناہ کی معافی کا خیال آجائے تو اس کے فوراً بعد اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات امام موصوف نے ذکر فرمائے ہیں درود پڑھنے کے بارے میں اگر زیادہ نہیں صرف یہی ایک حدیث وارد ہوتی تو کافی تھی آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ من صلی علی صلاة واحدة صلی الله علیه عشر صلوة وحطت عنه عشر خطیئات ورفعت له عشر درجات (رواہ النسائی واحمد) جو مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے۔

ساتواں حق:

نبی اکرم ﷺ کو اپنا قاضی اور جج ماننا اور آپ ﷺ کے فیصلوں پر سر تسلیم خم کرنا، فرمان الٰہی ہے کہ یا یها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والرسول ان کنتم مومنون بالله والیوم الاخرذلك خیرو احسن تاویلا۔ (سورۃ النساء آیت ۵۹)

اے ایمان والو فرماں برداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرماں برداری کرو رسول ﷺ کی اور تم میں اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول ﷺ کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے نیز فرمان ربانی ہے کہ: فلا وربك لایومنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (سورۃ النساء آیت ۶۵) قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد تمام اختلاف اور جھگڑے آپ ﷺ کی سنت اور شریعت کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

آٹھواں حق:

آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو بغیر غلو، افراط وتفریط اور تقصیر کے ماننا، ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ اللہ رب العالمین نے محمد رسول اللہ ﷺ کو سید ولد آدم، خاتم المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین اور سرور کائنات بنایا آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو خطیب کی خطابت، شاعر کی شاعری اور ادیب کا قلم بیان نہیں کر سکتا

بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر

لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ لاتطرونی کما اطرت النصاری عیسٰی بن مریم فانما انا عبده فقولوا عبدالله ورسوله (صحیح بخاری) مجھے میرے مقام و مرتبہ سے زیادہ نہ بڑھانا جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو آپ کے مرتبہ و مقام سے بڑھا دیا تھا۔ میں تو صرف اس کا بندہ ہوں پس تم مجھے اس کا بندہ اور رسول ہی کہو حالانکہ آپ ﷺ سید ولد آدم اور امام الانبیاء ہیں لہذا آپ کے مقام و مرتبہ کا تذکرہ کرتے ہوئے غلو سے بچنا چاہیے آپ اللہ کے بندے اور رسول، سید الانبیاء والمرسلین، سید الاولین والاخرین اور مقام محمود کے مالک ہیں آپ کا حوض سب سے بڑا اور عمدہ ہوگا۔

☆..........☆..........☆

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH

فون مدیر مسئول: 5854010 (042)
فون مدیر اعلیٰ: 6581025 (042)
تنظیم اہلحدیث

C.P.L - 104

☆ خوشخبری ☆

جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات الحاق

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ رئیس الجامعہ ☆

حافظ محمد جاوید روپڑی

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد اللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی ورئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم، 2۔ درس نظامی، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ، 4۔ دارالافتاء، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ، 7۔ دعوت والارشاد، 8۔ کمپیوٹر لیب، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ

اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230